سندھ کا ایک مایۂ ناز فرزند

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ

اولیائے کرام کی سرزمین، باب الاسلام سندھ میں آنے کے بعد جن علمائے عظام، بزرگان دین اور اکابرِ علم و ادب سے براہِ راست مستفیض و مستفید ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ان میں مخدوم امیر احمد، علی اکبر شاہ، ڈاکٹر شیخ ابراہیم خلیل، ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان، علامہ غلام مصطفےٰ قاسمی، اور ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کے اسمائے گرامی قدر نہ صرف سندھ اور پاکستان کے لیے بلکہ ملّت اسلامیۂ عالم کے لیے بھی مایۂ ناز اور باعث صد افتخار ہیں۔

پروفیسر ایمریطس، سابق وائس چانسلر جامعہ سندھ ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ یگانۂ روزگار محقق، مدقق، مؤرخ، نقاد، ماہر لسانیات اور ماہر تعلیمات ہیں۔ وادیِ مہران کے چپے چپے پر ان کی علم و دانش، فکر و فن کی مہر لگی ہوئی ہے۔ ایشیائی سطح پر ہی نہیں بین الاقوامی سطح پر بھی ان کی عدیم المثال علمی ادبی ثقافتی، تاریخی، تعلیمی اور سماجی کارناموں کو سراہا گیا ہے۔ اندرون ملک، بیرون ملک، ڈاکٹر صاحب کے خدمات و کمالات کے حوالے سے تحقیقی کام کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ یہ بات اہل پاکستان کے لیے یقیناً انتہائی شادمانی و نیک نامی کا سبب ہے۔

ان تمام اوصاف و صفات کے باوجود ڈاکٹر صاحب بے حد مخلص منکسر المزاج، وسیع القلب عالی ظرف اور حد درجہ ہمدرد انسان ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر طبقہ، ہر مکتبِ فکر، ہر نظریۂ خیال کے حلقوں میں ان کا احترام و اکرام ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ ان کی پُرکشش شخصیت علم و حلم

کا دلآویز امتزاج ہے۔ حالات مساعد ہوں یا نامساعد بہر حال میں ہر وقت خود کام کرنا دوسروں کو کام پر لگائے رکھنا، ہر کس و ناکس کے کام آنا ڈاکٹر صاحب کی زندگی کا مشن ہے۔ وہ اعلیٰ درجے کے کامیاب ایڈمنسٹریٹر بھی ہیں۔ آج کے بے شمار اعلیٰ عہدیداروں اور نامور شخصیات کو ان کی شاگردی پر فخر حاصل ہے۔

مجھے اپنی اس خوش قسمتی پر ناز ہے کہ ڈاکٹر نبی بخش کو بہت قریب سے دیکھنے، ان کو سمجھنے اور ان کے سرچشمۂ علوم و فیوض سے فیضیاب ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔ وہ میرے استاد بھی ہیں محسن بھی۔ جب بھی ملتے ہیں جہاں بھی ملتے ہیں ایک مشفق و مہربان دوست کی طرح ملتے ہیں۔ میرے کاموں کو سراہاتے، میری حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہ سندھ یونیورسٹی کے شیخ الجامعہ کی مسندِ جلیلہ پر متمکن تھے۔ یونیورسٹی اولڈ کیمپس میں ان کی رہائش تھی۔ اب بھی وہیں ہے۔ ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ یونیورسٹی کی گاڑی میں بیٹھ چکے تھے مجھے دیکھ کر گاڑی رکوائی۔ باہر آکر مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں نے سلام عرض کرنے کے بعد اپنا مدعا بیان کیا۔

"سر! میں پی ایچ ڈی کرنا چاہتا ہوں جناب کی رہنمائی کا خواستگار ہوں"

انہوں نے دریافت فرمایا۔

"آپ نے کوئی موضوع منتخب کرلیا ہے؟"

میں نے کئی موضوعات بتائے۔ ان میں سے ایک تھا "دبستانِ داغ کا تحقیقی مطالعہ"۔ انہیں کوئی موضوع پسند نہ آیا۔ کہنے لگے۔

"بھئی! موضوع ایسا ہونا چاہیے جو پی ایچ ڈی کے شایانِ شان ہو۔ آپ ماشاءاللہ صاحبِ کتاب، صاحب قلم ہیں۔ ایسا موضوع چُنیے جس سے آپ کا کام نمایاں ہو سکے"۔

پھر قدرے توقف کے بعد ارشاد ہوا۔

"آپ ایسا کیجیے! ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان صاحب سے مشورہ کرلیجیے۔ جس موضوع کا وہ انتخاب کریں گے مجھے منظور ہوگا میری خواہش ہے کہ آپ

جیسے پڑھے لکھے لوگ ضرور ڈاکٹریٹ کریں"۔

استاذی مکرم ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان صاحب قبلہ کا رحمت کدہ وہاں سے (جہاں ہم کھڑے ہو کر گفتگو کر رہے تھے) چند قدم پر واقع ہے۔ قبلہ ڈاکٹر خان صاحب اس وقت صدر شعبۂ اردو تھے۔ میرے بے حد مشفق استاد اور ہمدرد رہنما۔ میں اسی وقت انکی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ استادِ عالی نے نہایت شفقت آمیز لہجے میں میرا دل بڑھایا۔

"آپ اِدھر اُدھر کے موضوع کو چھوڑئیے۔ بس اردو کی ترقی میں اولیائے سندھ کا حصہ، پر کام کر ڈالیئے آپ ماشااللہ کہنہ مشق ہیں تحقیق آپ کا میدان ہے۔ صوفیائے کرام سے آپ کو عقیدت ہے۔ اس موضوع پر آپ کا مقالہ انشاءاللہ اچھا ہی ہوگا"۔

میں نے دوسرے ہی دن سے اس موضوع پر کام شروع کر دیا۔ ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان صاحب اور ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحبان کی مہربانیوں سے مجھے ڈاکٹریٹ کرنے کی منظوری مل گئی۔ ہر طرح کی سہولتیں بھی میسر آئیں۔ ان اساتذۂ کرام اور بزرگانِ علم کی دعائیں بھی شاملِ حال رہیں۔ میں نے مکمل پانچ سال خوب جم کر کام کیا۔ مسلسل تین سال اندرون سندھ کے چپّے چپّے کی خاک چھانی۔ وہاں کے اہل علم بزرگوں سے ملاقاتیں کیں جس قصبے جس گاؤں کے کتب خانوں میں پہنچا وہاں کے ہر فرد نے آنکھیں بچھادیں، دلوں میں جگہیں دیں۔ نئے پرانے صندوقیں اور الماریاں کھول دیں۔ قدیم و جدید مخطوطات و نوادرات، کتب و رسائل کے انبار لگادیئے یہاں تک کہ کئی کئی دن تک قیام و طعام کا انتظام بھی بڑے خلوص اور چاہت سے کیا۔ سندھ کے ایسے نیک سیرت، نیک طبع، خیر طلب، لوگ ساری زندگی فراموش نہیں کیئے جاسکتے۔

اس عرصے میں ڈاکٹر نبی بخش کا تبادلہ اسلام آباد ہوگیا۔ ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان اپنی مدت پوری کر کے سبکدوش ہوگئے خوش قسمتی سے علامہ غلام مصطفٰے قاسمی جیسی علیم المرتبت برگزیدہ علمی شخصیت کی نگرانی اور ڈاکٹر الیاس ایڈو شیخ الجامعہ کی سرپرستی میں مجھے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری تفویض ہوئی۔ مقالے کی تیاری کے دوران مجوزہ موضوع کے علاوہ سندھ کی

تاریخ تہذیب ثقافت ادبیات سے متعلق وافر ذخیرہ ہاتھ آیا۔ میں نے سب کو جمع کرلیا۔ اس ذخیرے سے انشاءاللہ دس بارہ کتابیں مختلف موضوعات پر معرضِ وجود میں آجائیں گی۔ مہرانِ نقش، تذکرۂ علمائے سندھ، سندھی ادب کا تاریخی جائزہ، فارسی ادب کا تاریخی جائزہ، اردو ادب کا تاریخی جائزہ، سندھ میں نعتیہ اردو شاعری، سندھ کی علمی و ادبی شخصیات (تذکرۂ علمائے سندھ کے علاوہ) وغیرہ۔

مہران نقش ۱۹۸۶ء میں مکتبۂ اشاعت اردو کراچی سے منظرِ عام پر آچکی ہے۔ برصغیر پاک وہند کے نامور اربابِ علم وادب نے اس کتاب کے بارے میں حوصلہ افزا تاثرات وخیالات کا اظہار کیا ہے۔ ۱۹۸۷ء میں چھٹی پاکستان اہل قلم کانفرس (زیرِ اہتمام اکاڈمی ادبیات پاکستان) اسلام آباد میں ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے محبت بھرے الفاظ میں میرے مقالات کا ذکر کیا اور میرا دل بڑھایا۔

"وفا صاحب! میں آپ کا کام دیکھتا رہتا ہوں۔ آپ بہت اچھا کام کرتے ہیں۔ آپ میرے دفتر میں آکر ملیں۔ پھر تفصیلی باتیں ہوں گی۔"

وہ اُن دنوں نیشنل ہجرا کونسل کے مشیر تھے۔ ڈاکٹر محمد معز الدین سکریٹری اور اے۔ کے بروہی چیئرمین تھے۔ میں دوسرے دن ہجرا کونسل پہنچا۔ مہران نقش کا ایک نسخہ ڈاکٹر بلوچ صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ بہت دیر تک اپنی معلومات افزا علمی گفتگو سے سرفراز فرمایا۔ واپس آنے لگا تو وہ دفتر کے باہر رخصت کرنے تشریف لائے۔ یہ سلوک ان کے بلند و بے مثال اخلاق کا ایک روشن پہلو ہے۔ اس لیے کہ وہ اہلِ علم و اہلِ ذوق کی دل سے قدر کرتے اور مختلف طریقوں سے اپنی قدردانی کا اظہار فرماتے ہیں۔ یہی وہ احترام آدمیت اور انسانی قدریں ہیں۔ جن سے آج کے سائنس اور ٹکنالوجی کا مادّیت پرست اور انسان دشمن دور محروم ہوتا جارہا ہے۔ کچھ روز کے بعد ڈاکٹر صاحب کا نامۂ اخلاص موصول ہوا۔

نیشنل ھجرا کونسل

مشیر

۲۰- مسجد روڈ، ایف- ۶/۴ اسلام آباد ۲۴-۱۱-۸۷ء

محترم ڈاکٹر وفا راشدی صاحب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کتابوں کا تحفہ موصول ہوا۔ اور آج آپ کا کرم نامہ مورخہ ۱۹-۱۱-۸۷ء موصول ہوا۔ آپ یہاں تشریف لائے۔ مل کر بہت خوشی ہوئی۔ مزید مسرت کہ آپ نے اپنی چار گرانقدر تصانیف ارسال فرما کر مجھے موقع دیا کہ میں ان کو دیکھ سکوں۔ تین شعر و ادب کے شہ پارے ہیں اور مہران نقش، اپنی نوعیت کی نہایت ہی مفید کتاب۔ مفاہمت سے محبت بڑھتی ہے جس کی اس وقت بڑی ضرورت ہے۔ اس میں آپ نے ایک حوالے سے سندھ میں اردو شاعری کو یاد فرمایا ہے۔ اس عنایت کیلیے ممنون ہوں۔

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص نبی بخش بلوچ۔

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ میرے مشفق استاد اور دیرینہ کرم فرما ہیں بیحد فعال، متحرک، ہمدرد اور مصروف ترین انسان ہیں۔ ان کی محبت بھری ٹھنڈی چھاؤں میں مجھے آگے بڑھنے اور کچھ کر گزرنے کا حوصلہ ملا ہے۔ ۱۳/ اپریل ۱۹۹۲ء کی شام کو جب میں اپنی نئی کتاب "تذکرۂ علمائے سندھ" (جلد اول) کا مسوّدہ لے کر سندھ لنگویج اتھارٹی (جس کے وہ چیئرمین ہیں) واقع سندھ یونیورسٹی اولڈ کیمپس میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے نہایت تپاک اور خندہ پیشانی سے مجھے خوش آمدید کہا۔ میری عاجزانہ درخواست پر اسی دن بلکہ اسی وقت اس کتاب کا وقیع مگر جامع پیش لفظ تحریر فرمادیا۔ ان کی بے پناہ محبت اور علم دوستی کا یہ کرشمہ دیکھ کر میں ششدر رہ گیا۔ یہ میری زندگی کا ایک ناقابلِ فراموش خوشگوار و یادگار واقعہ ہے۔ اس لیے کہ ان حالات میں جب کہ بونے لوگ زر پرستی، خود غرضی، خود نمائی، خود سری کے نشے میں چور، درازیٔ قامت کے دعویٰ باطل میں محصور دکھائی دیتے ہیں میری گذشتہ پچاس باون سالہ ادبی زندگی میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی دیو قامت شخص نے مجھ ایسے معمولی لکھنے والے کی کتاب پر اسی دن کچھ لکھ دیا ہو۔ میں بہرحال ڈاکٹر صاحب محترم کی اس

ذرّہ نوازی کے لیے بطورِ خاص ممنونِ احسان ہوں۔ پیش لفظ کا اقتباس نذرِ قارئین ہے۔ یہ تحریر ان کی اردو سے محبت کی بھی ایک مثال ہے۔

"ڈاکٹر وفا راشدی صاحب ایک لائق فائق ادیب و محقق ہیں جن کی جستجو کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ انہوں نے اپنی بیش بہا تصانیف میں ہمارے لیے موجودہ دور کے اردو ادب اور شاعری کے قیمتی مواد میں سے کافی کچھ محفوظ کر لیا۔ اس کے ساتھ ساتھ سندھ کی تاریخ اور سندھی ادب پر بھی ان کی خاص توجہ رہی ہے اور اس شعبہ میں "مہرانِ نقش"، (مطبوعہ ۱۹۸۶ء) ان کی قابل قدر کتاب ہمارے سامنے آچکی ہے جس میں شعراء کے ساتھ ساتھ بعض سربرآوردہ علماء کا ذکر بھی موجود ہے۔

اب محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحقیق کا دائرہ اور وسیع کر دیا ہے اور اب انکے سامنے تذکرۂ علمائے سندھ مرتب کرنے کا منصوبہ ہے۔ یہ اس تذکرے کی پہلی جلد ہے۔ دوسری جلد پر کام جاری ہے۔ انشاء اللہ وہ اپنی انتھک کوشش سے اس منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے۔

اس جلد میں شروع ہی سے ہر عالم کے حالاتِ زندگی کے ساتھ ساتھ ان کی دینی خدمات اور ان کی تصانیف کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ تاریخی واقعات اور اہم حالات کے سلسلے میں جن مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ان کے حوالے فراہم کیے گئے ہیں۔

حیدرآباد سندھ | خادم
۱۳ اپریل سنہ ۱۹۹۲ء | نبی بخش بلوچ"

نبی بخش خان ولد علی محمد خان بلوچ ایک غریب گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۱۷ء کو گوٹھ جعفر خان لغاری ضلع سانگھڑ سندھ میں پیدا ہوئے۔ اسی سال اپنے والد کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ ان کے چچا ولی محمد خان نے بڑی توجہ سے ان کی پرورش کی اور زیورِ تعلیم و تربیت سے

آراستہ کیا۔ پہلا نام عثمان، دوسرا ہینوں، اور تیسرا نبی بخش رکھا گیا۔ آخر الذکر نام ان کا اصل نام قرار پایا اور نہایت نیک فال ثابت ہوا یہی وہ مبارک نام ہے جو آسمانِ علم و ادب پر درخشندہ ستارہ بن کر چمک رہا ہے۔

پرائمری تعلیم آبائی گاؤں میں حاصل کی۔ ۱۹۲۹ء میں نوشہرو مدرسہ میں داخلہ لیا۔ بمبئی یونیورسٹی سے ۱۹۳۶ء میں میٹرک، ۱۹۴۱ء میں بی۔ اے (آنرز) فرسٹ کلاس میں کیا۔ ۱۹۴۳ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے عربی میں ایم۔ اے (فرسٹ کلاس فرسٹ) اور ایل ایل بی (فرسٹ کلاس) کی ڈگریاں حاصل کیں۔ علی گڑھ کے زمانۂ طالب علمی میں تحریکِ آزادی اور طلبہ تنظیموں میں سرگرم حصہ لیا۔ ملک کے نامساعد سیاسی حالات کے پیشِ نظر وہ سندھ واپس آ گئے۔

اللہ نے ایسے اسباب پیدا کیے کہ وہ ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء کو بمبئی کے راستے امریکہ روانہ ہو گئے۔ کولمبیا یونیورسٹی (نیویارک) سے انہیں ایم ایڈ، ایڈ ڈی (ڈاکٹر آف ایجوکیشن) کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگریاں تفویض ہوئیں۔ ان کے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالہ کا موضوع ہے۔

A programme of teachers Education for the new state of Pakistan.

نیویارک کے دورانِ قیام انہیں تحقیقی کام کے بڑے مواقع میسر آئے۔ ان کی ذہانت، صلاحیت، لگن، انہماک اور Research Aptitude دیکھ کر وہاں کے Subject Experts اور Specialists نے ان کی بڑی مدد کی۔ ان کی کارکردگی کو سراہا

امریکہ کے جن ماہرین تعلیم و تحقیق سے ڈاکٹر نبی بخش نے براہِ راست فیض حاصل کیا ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

ڈاکٹر کلیرنس لنٹن، ڈاکٹر ٹیوکسبری، ڈاکٹر تھامسن، ڈاکٹر کاؤنٹس، ڈاکٹر ای ایس ایونڈن، ڈاکٹر کارل ڈبلیو بگلو وغیرہ۔

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کو امریکہ میں ڈی۔ ایڈ اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں ملتے ہیں انہیں اقوام متحدہ کی جانب سے اعلیٰ منصب کی آفر دی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے وطنِ عزیز میں رہ کر ملک

وملّت کی خدمت کو ترجیح دی۔ ۱۹۵۰ء میں پاکستان واپس آ گئے۔ اُس وقت سندھ کے عظیم المرتبت عالم اور بین الاقوامی شہرت کے اسکالر علامہ آئی آئی قاضی سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔ انہوں نے بلوچ صاحب کی غیرمعمولی صلاحیتوں کو تاڑ لیا تھا۔ علامہ صاحب کی خواہش پر ڈاکٹر بلوچ صاحب شعبۂ تعلیم کے پروفیسر مقرر ہوئے شعبۂ سندھی کے صدر نشین بھی رہے۔ ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۶ء تک سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے۔ اس عرصے میں انہیں نیشنل میرٹ پروفیسر کے اعزاز سے بھی نوازا گیا۔ جامعہ سندھ سے وابستگی کی مدت میں انہوں نے جامعہ کے ہر شعبے کے تعلیمی، نصابی، اخلاقی، اور تحقیقی معیار کو بلند کرنے اور اساتذہ وطلبہ کے مسائل حل کرنے میں ذاتی دلچسپی لی۔ نہایت محنت اور لگن سے کام کیا۔ متعدد خطوط پر جامع منصوبہ بندی کی۔ طالب علموں اور استادوں میں علم کا شوق اور تحقیق کا ذوق پیدا کیا۔ سندھالاجی، سندھی ادبی بورڈ، پاکستان اسٹڈی سنٹر اور دوسرے اداروں کے قیام، استحکام، ترقی اور فروغ کے لیے لائقِ تحسین کردار ادا کیا۔ ان کی عدیم المثال خدمات کے صلے میں سندھ یونیورسٹی نے ۱۹۹۰ء کے کانووکیشن میں انہیں ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری عطا کی ہے۔

۱۹۷۶ء سے ۱۹۹۰ء تک ڈاکٹر صاحب کا قیام اسلام آباد میں رہا۔ اس عرصے میں وہ وفاقی وزارتِ تعلیم وزارتِ ثقافت، آثارِ قدیمہ، نیشنل ہجرہ کونسل کے مشیر، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹاریکل اینڈ کلچرل ریسرچ کے ڈائرکٹر، چیئرمین قومی کمیشن برائے تحقیق تاریخ ثقافت کی حیثیتوں سے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۸۰ء میں اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد قائم ہوئی اس کے بانی وائس چانسلر رہے۔ ۱۹۸۲ء میں نیشنل ہجرہ کونسل سے وابستہ ہوئے۔ دنیائے اسلام کے نامور مفکرین و محققین مثلاً۔ سیوطی، ابنِ خلدون، البیرونی، ابنِ ندیم، بزرگ بن شہریار، المقدسی، الاصطخری، عمر خیام، الرازی، شاہ ولی اللہ، ابنِ سینا، الفارابی، الکندی، ابنِ رشد، ابنِ نفیس وغیرہ۔ کے قدیم علوم وفنون سے متعلق افکار ومعارف، کتب ورسائل کو جدید انداز میں بزبان انگریزی ایڈیٹ کرنے اور ان کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کا منصوبہ مکمل کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ان میں سے بیشتر عربی کتب کو خود انگریزی میں ترجمہ کیا ان کی ترتیب وتدوین کی اور شائع کیا۔

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے ایشیا، وسطِ ایشیا، یورپ، امریکہ، مشرقِ وسطیٰ اور دنیا کے دیگر ممالک و مقامات کی زیارت، سفر اور سیاحت کی۔ جہاں جہاں تشریف لے گئے وہاں کے کتب خانوں، علمی و ثقافتی اداروں کے علاوہ اکابر و مشاہیر سے ملاقاتیں اور تبادلۂ خیالات کیا۔ ۱۹۴۸ء میں اقوامِ متحدہ کی دعوت پر انٹرشپ پروگرام میں حصہ لیا۔ ۵۶ء میں یونیسکو، ۶۰ء، ۶۲ء، میں دہلی، ۶۳ء میں منیلا، ۶۵ء ۶۶ء میں ایران، ۶۷ء میں پیرس، ۷۳ء میں انقرہ، ۸۱ء میں ترکی وغیرہ کی ملکی و غیر ملکی کانفرنسوں، سیمیناروں میں شرکت کی۔ پاکستان اور شاہ لطیف کے حوالوں سے امیر خسرو، مولانا رومی، علامہ اقبال اور دیگر سربرآوردہ علمی شخصیات و مجوّزہ موضوعات پر مقالات پڑھے، تقریریں کیں۔ سندھ اور پاکستان کی نمائندگی کی اور اہلِ وطن کا سر بلند کیا۔

اعزازات: ڈاکٹر صاحب کی وسیع اور غیر معمولی خدمات کے اعتراف میں انہیں تمغۂ پاکستان، ستارۂ قائدِ اعظم، صدارتی تمغۂ حسن کارکردگی جیسے ایم ایوارڈز سے بھی نوازا گیا ہے

نظریۂ علم و تعلیم: خود ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے۔ کہ یہ میرے والدِ مرحوم کی وصیت تھی کہ خوب علم حاصل کرو۔ علم کی روشنی کو دور دور پھیلاؤ۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے والد صاحب کی اس وصیت پر عمل کر کے ثابت کر دیا ہے کہ بزرگوں کی وصیت و ہدایت پر گامزن رہنے والے لوگ عظمت و بلندی کی آخری حد چھو لیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تعلیمی نظریات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت بالخصوص اسلامی تعلیمات بہت ضروری ہیں۔ اس نظریئے کے تحت ڈاکٹر صاحب نے علم و ادب کی خدمت کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے اس نظریئے کا اظہار اُس یادگار و شاندار تقریب میں کیا تھا جو ان کے اعزاز میں ۱۶ اپریل ۹۲ء کو اکادمی ادبیاتِ پاکستان کے زیرِ اہتمام کراچی میں منعقد ہوئی تھی۔ اس تقریب میں راقم کی شرکت باعثِ مسرت تھی۔

تصنیفات و تالیفات

سندھ کی تاریخ، تہذیب معاشرت ثقافت اور اسلامی اقدار و روایات صدیوں قدیم ہیں۔

ان کے نقوش ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ کی تحقیقات، تخلیقات، نگارشات میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب عربی، فارسی، سندھی، سرائیکی، اردو، اور انگریزی زبانوں، ان کے ادبیات ولسانیات پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔ ان تمام زبانوں میں ان کی کتابوں اور مقالات کی فہرست بہت طویل ہے جس کی صراحت اس ایک مضمون میں ممکن نہیں ہے۔ جن کتابوں کی انہوں نے ترتیب وتدوین کی، ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کیا، ان کی تصحیح وتعارف کے علاوہ پیش لفظ، دیباچے، مقدمے اور حاشیے بھی تحریر فرمائے۔ یہاں مختلف زبانوں کی چند کتابوں کا ذکر کیا جائے گا۔

عربی۔ (ترتیب وتدوین)

	نتف من شعرابی عطا	سندھی ادبی بورڈ جام شورو	۱۹۶۱ء
	مصالح المفتاح	سندھ ہالاجی سندھ یونیورسٹی	۱۹۷۰ء
غرۃ الزیجات		”	۱۹۷۳ء
فتح نامہ سندھ۔	علی کوفی	نیشنل ھجرا کونسل	
کتاب الجبر والمقابلہ۔	الخوارزمی	”	
کتاب الحیل۔	بنوموسیٰ	”	
الجامع بین العلم والعمل النافع فی ضاعۃ الحیل۔	الجزری۔	نیشنل ہجرا کونسل	
کتاب الجماہر فی معرفۃ الجواہر۔	البیرونی	”	

فارسی (ترتیب وتدوین)

سندھ کی تاریخ پر فارسی کی اِن کتابوں کو ڈاکٹر صاحب نے مع تقدیم وحواشی ایڈیٹ کیا۔ سندھی ادبی بورڈ نے شائع کیں۔

تاریخِ معصومی۔	۱۹۵۳ء
چچ نامہ۔	۱۹۵۴ء
تحفۃ الکرام۔	۱۹۵۷ء
لبِ تاریخ سندھ۔	۱۹۵۹ء
تاریخ طاہری۔	۱۹۶۴ء
بنگلارنامہ۔	۱۹۸۰ء

سرائیکی: سیف الملوک، عربی کے اس قصے کا منظوم ترجمہ ریاست بہاولپور کے مشہور شاعر مولوی لطف علی بکھیو نے کیا۔ محمد صادق رانی پوری نے اپنے تعارف اور مقدمے کے ساتھ اس ترجمے کو ۱۹۶۰ء میں سندھی ادبی بورڈ سے شائع کرایا۔ ڈاکٹر صاحب نے سرائیکی زبان میں اس کتاب کا مقدمہ (۶۲ صفحات کا) تحریر فرمایا ہے جس میں مولوی لطف کی سوانح عمری کے علاوہ ان کی شاعری پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

سندھی: صرف لوک ادب پران کی کتابوں کی تعداد ۴۲ ہے جو بقولِ ممتاز مرزا لوک ادب پر دنیا کی کسی زبان میں اتنی تعداد میں کتابیں نہیں چھپیں

سنڌي ٻوليءَ ادب جي تاريخ۔ ناشر احمد شیخ زیب ادبی مرکز حیدرآباد۔ پہلا ایڈیشن ۱۹۶۲ء دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۰ء تیسرا ایڈیشن زیرِ نگرانی ڈاکٹر محمد یعقوب مغل ڈائرکٹر پاکستان اسٹڈی سینٹر جام شورو ۱۹۹۰ء۔

سنڌي موسيقي جي مختصر تاريخ شاہ لطیف ثقافتي مرکز ۱۹۷۸ء

شاہ عبداللطیف کے بارے میں کتابوں کی تعداد ۲۵ ہے ۱۹۶۷ء سے ۱۹۸۹ء کے درمیان شائع ہوئیں ڈاکٹر صاحب کو شاہ لطیف سے والہانہ عشق ہے۔ انہوں نے بڑی محبت اور عقیدت سے شاہ کے متعدد نسخوں کو جدید طرز پر فاضلانہ انداز میں ایڈٹ کیا۔ شاہ پر لکھی ہوئی کتابوں کی ترتیب وتدوین کی۔ شاہ صاحب پر بے شمار مقالات لکھے۔ مختلف موضوعات پر سندھی مقالات سہ ماہی مہران، ماہنامہ نئین زندگی، عام راہ، پیغام، الرحیم اور گوٹ سدا ر وغیرہ میں چھپ چکے ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔

سنڌي شاعري پر مقالات اور سنڌي شاعروں کے دواوین کی ترتیب وتدوین ان کے علاوہ ہیں۔

لغات: سندھی اردو لغت بہ اشتراک ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان انسٹی ٹیوٹ آف سندھالاجی تین ایڈیشن ۱۹۵۶ء، ۱۹۷۹ء، ۱۹۸۵ء، اردو سندھی لغت پہلا ایڈیشن ۱۹۶۰ء۔

جامع سندھی لغات۔ پانچ جلدوں میں۔ سندھی ادبی بورڈ جام شورو ۱۹۶۰ء، ۱۹۸۱ء

۱۹۸۴ء، ۱۹۸۵ء، ۱۹۸۶ء، ۔

اردو: ڈاکٹر صاحب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ اور وہاں کے علمی و تہذیبی ماحول کے تربیت یافتہ ہیں۔ سندھی ان کی مادری زبان ہے۔ اردو سے بے حد محبت ہے۔ اہل زبان جیسے لہجے میں اردو بولتے ہیں۔ ان کی تحریر و تقریر مشاق اردو دانوں کی طرح فصیح صاف شستہ اور رواں ہوتی ہے۔ اردو میں بیشتر مقالات رسائل و جرائد کی زینت بن چکے ہیں۔ اردو دنیا بھی ڈاکٹر صاحب کا ویسا ہی احترام و اعتراف کرتی ہے جیسا کہ سندھی اربابِ قلم کرتے ہیں۔ اردو میں اب تک ان کی تین کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔

۱۔ سندھ میں اردو شاعری پہلا ایڈیشن مہران آرٹس کونسل حیدر آباد ۱۹۶۷ء دوسرا تیسرا ایڈیشن مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۷۰ء ۱۹۷۸ء۔

۲۔ دیوانِ ماتم مصنف فضل محمد طیب حیدر آبادی (تدوین) سندھی ادبی بورڈ جام شورو ۱۹۹۰ء۔

۳۔ مولانا آزاد سبحانی حیات سیرت کارنامے، کلام

انگریزی: ڈاکٹر صاحب انگریزی مقالات بھی برابر لکھتے رہے ہیں۔ وہ ملکی و بین الاقوامی سیمناروں، کانفرنسوں میں پڑھے گئے۔ اندرونی ملک و بیرونِ ملک جرنل، رسائل و جرائد میں بھی چھپ چکے ہیں۔ ان میں تعلیمی و نصابی رپورٹیں بھی شامل ہیں۔ انہوں نے عربی اور دیگر زبانوں کی کتابوں کو بھی انگریزی میں ایڈیٹ کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی انگریزی کتابوں کی تفصیلات سندھی ادبی بورڈ کے چیئرمین ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو صدر شعبۂ سندھی سندھ یونیورسٹی کی تصنیف "ڈاکٹر بلوچ، ھک مطالعو" ناشر احمد شیخ زیب ادبی مرکز حیدر آباد سندھ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

حوالہ جات: ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے بارے میں ذاتی تاثرات و معلومات کے علاوہ حسبِ ذیل کتب و رسائل سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ خواجہ غلام علی الانا ڈاکٹر سنڌي نثر جي تاريخ ۱۹۶۶ء۔

۲۔ سنڌي ليکڪن جي ڊائريڪٽري سنڌالاجي ۱۹۷۴ء خواجہ غلام علي الانا ڊاکٽر۔

٣- سنڌي ادبي بورڊ ڪتابن جي فهرست سال به سال-
٤- 〃 〃 تماهي مهراڻ جنوري مارچ ١٩٩٠ع-
٥- 〃 〃 لوڪ ادب نمبر آڪٽوبر ڊسمبر ١٩٩١ع
٦- عبدالجبار جوڻيجو، ڊاڪٽر سنڌي ادب جي مختصر تاريخ زيب ادبي مرڪز حيدرآباد ١٩٨٣ع
٧- عبدالجبار جوڻيجو، ڊاڪٽر- ڊاڪٽر بلوچ هڪ مطالعو- زيب ادبي مرڪز ١٩٩٣ع-

اردو:

١- میمن عبدالمجید سندھی، ڈاکٹر سندھی ادب کی مختصر تاریخ سندھالاجی ١٩٨٣ء-
٢- وفا راشدی، ڈاکٹر مہرانِ نقش مکتبہ اشاعت اردو کراچی ١٩٨٦ء-

انگریزی:

1 Abdul Jabbar Junejo, Dr
Biodata of Schools, Sind University 1988
2. Gulam Ali Alana
An Introduction to Sindhi Litrature
Sindhi Adabi Board 1991

(دائرہ ادب پاکستان کراچی کے زیر اہتمام "سندھی اردو کا تہذیبی رشتہ" کے موضوع پر ایک مذاکرے میں پڑھا گیا-)

(بقیہ صفحہ ٤٠)

گئی ہے۔ یہ کتاب مولانا عبدالقیوم حقانی کے علمی کاموں کے تعارف کی ایک عمدہ کوشش ہے۔

کتاب سفید کاغذ پر خوبصورت، مضبوط جلد اور معیاری کتابت و عمدہ طباعت کے اہتمام کے ساتھ شائع کی گئی ہے اور دینی کتب کے مطالعے کا ذوق رکھنے والوں کے لیے ایک خاص تحفہ ہے۔ امید ہے کہ دینی حلقوں میں اسے پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا جائے گا۔ قیمت درج نہیں۔